استعمال ہوئے ہیں۔ باقی شعروں میں "کے" الگ سے آیا ہے، جیسے : "جہاں کے"، "کارواں کے"۔ "ڈھانکے" اور "بانکے" جیسی صورتوں کو، یعنی جہاں ردیف والا لفظ قافیے والے لفظ کا حصّہ بن جائے، انھیں "قافیۂ معمولہ" کہتے ہیں۔

(3) تیسری غزل کے دوسرے، تیسرے، اور چوتھے شعر میں شاعر یا عاشق کے بارے میں جو خاص بات کہی گئی ہے وہ ان باتوں سے مختلف ہے جو شاعر یا عاشق کے بارے میں عام طور پر کہی جاتی ہیں۔ بتائیے کہ وہ خاص بات کیا ہے؟

(4) چوتھی غزل کے مقطع میں کس کہاوت کی طرف اشارہ ہے؟ اس کہاوت کے معنی بیان کیجیے اور اسے اپنے جملے میں استعمال کیجیے۔

(5) "ساری مستی شراب کی سی ہے" میں وہ کون سی خوبی ہے جو "ساری مستی شراب کی ہے" کہنے میں نہ ہوتی؟

شیخ غلام ہمدانی مُصحفی

(1824 — 1749)

مُصحفی امروہہ کے رہنے والے تھے۔ 1770 کے آس پاس وہ نواب ٹانڈہ (ضلع بریلی) کے یہاں ملازم ہوگئے لیکن ایک ہی دو برس میں نواب کے انتقال کی وجہ سے یہ محفل درہم برہم ہوگئی۔ مصحفی کچھ دن لکھنؤ رہ کر دلّی پہنچے۔ بارہ سال کے قریب دلّی میں خاصی تنگی سے گزارنے کے بعد مصحفی 1784 کے آس پاس لکھنؤ واپس پہنچے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ لکھنؤ میں بھی مصحفی کوئی بہت آرام سے نہ رہے۔ کچھ تو ان کا مزاج ایسا تھا کہ ان کی ہر ایک سے بنتی نہ تھی، کچھ یہ کہ وہ جن جن لوگوں کے ملازم ہوئے وہ تنخواہ کم دیتے تھے۔ اور دیر دیر سے دیتے تھے، اس پر طُرّہ یہ کہ مصحفی اور انشا میں ایک معرکہ چل پڑا۔ انشا چونکہ طبیعت کے زیادہ تیز اور شہر میں زیادہ با اثر تھے، اس لیے شیخ غلام ہمدانی مصحفی کو اس معرکے میں نقصان ہی ہوا۔

ان سب باتوں کے باوجود مصحفی نے اردو کے آٹھ بھاری بھرکم دیوان مرتّب کیے اور فارسی کا بھی ایک پورا دیوان بنایا۔ اُردو شاعروں کے تین تذکرے لکھے۔ قصیدہ، غزل، رُباعی، مثنوی، ہر صنف میں

قابل قدر کارنامے انجام دیے اور خواجہ حیدر علی آتش جیسا شاگرد بھی اردو شاعری کو عطا کیا۔

مصحفی کے کلام میں اتنی گہرائی اور مضامین میں اتنا پھیلاؤ نہیں ہے جتنا میر تقی میر کے یہاں ہے، لیکن مصحفی کو بھی زندگی اور خاص کر عشق کے پیچ در پیچ تجربات کو بیان کرنے پر قدرت حاصل ہے۔

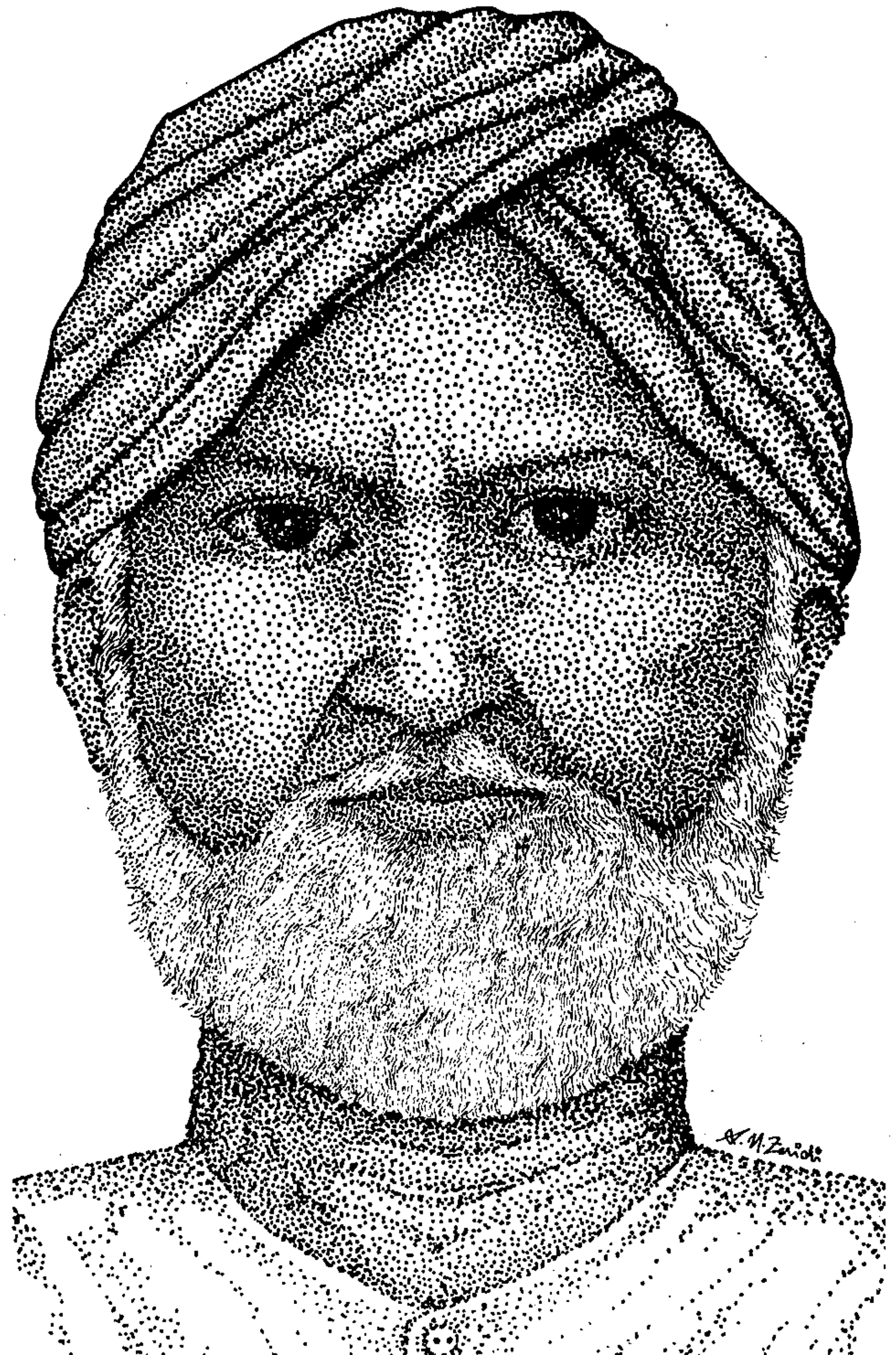

(1)

لوگ کہتے ہیں محبّت میں اثر ہوتا ہے
کون سے شہر میں ہوتا ہے کدھر ہوتا ہے
نہیں معلوم کہ ماتم ہے فلک پر کس کا
روز کیوں چاک گریبانِ سحر ہوتا ہے
مصحفی ہم تو ترے ملنے کو آئے کئی بار
اے دِوانے تو کسی وقت بھی گھر ہوتا ہے

(2)

مار ڈالا ہے ادا نے تیری　　جی جَلایا ہے حنا نے تیری
وقتِ فرصت کے کبھی اے گُل مجھ سے　　نہ کہی بادِ صبا نے تیری
ظلم ہے یہ کہ حیا پر میری　　نہ کیا رحم حیا نے تیری
نام پایا ہے زمانے میں میاں　　بے وفائی ہی وفا نے تیری
مصحفی عشق کا اب نام نہ لے
جان رکھّی ہے خدا نے تیری

معنی اور اشارے

دِوانے	=	(دیوانے) مُراد عاشق
حنا	=	مہندی
بادِ صبا	=	صبح کی ٹھنڈی ہَوا

غور کرنے کی بات

غزل نمبر ایک، شعر نمبر دو : اس سے ملتا جلتا میر کا ایک شعر آپ پڑھ چکے ہیں، اس کو کتاب سے ڈھونڈ کر نکالیے اور دونوں کے بارے میں اپنے خیالات لکھیے۔ مصحفی کے شعر میں نکتہ یہ ہے کہ صبح کو "چاک گریباں" کہتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ صبح ہونے کے فوراً پہلے آسمان پر ایک سیدھی سفید لکیر پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ گریبان چاک کرنے پر بھی سینے پر ایک لکیر سی معلوم ہوتی ہے' اس لیے صبح کی آمد کے وقت پیدا ہونے والی سفید لکیر کی بنا پر آسمان کو یا صبح کو "چاک گریباں" فرض کرتے ہیں۔

شعر نمبر تین : " ترے ملنے "سے مراد ہے" تجھ سے ملنے "۔ اب اس طرح نہیں بولتے ہیں۔

غزل نمبر دو، شعر نمبر ایک : مہندی کی سرخی کے باعث معشوق کی ہتھیلیاں چراغ کی طرح معلوم ہوتی ہیں۔ اس اعتبار سے مہندی لگے ہاتھوں کی بنا پر "جی کا جلنا" بہت خوب ہے۔

شعر نمبر تین : عاشق تو شرم کی وجہ سے محبّت کا اظہار نہ کر سکا اور معشوق

چونکہ خود شرمیلا تھا، اس لیے اس نے بھی عاشق کی طرف سے بہ ظاہر بے توجہی برتی۔ ظاہر ہے کہ یہ ظلم نہیں ہے لیکن اس کا نتیجہ ظلم ہی کے برابر نکلا۔ اگر کسی بات کے تکلیف دہ ہونے کو کچھ زیادہ زور دے کر ظاہر کرنا ہو تو ایسے موقعے پر بھی "ظلم یہ ہے" کی طرح کا فقرہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً "ظلم یہ ہے کہ آپ دیر میں آئے اور معذرت بھی نہ کی۔" لہٰذا یہ بات بھی دل چسپ ہے کہ "حیا" دونوں طرف ہے لیکن معشوق کی حیا کو عاشق کی حیا پر رحم نہیں آیا۔

شعر نمبر چار: "میاں" کا تلفّظ آج کل عام طور پر 'میم' کے زیر کے ساتھ اور 'ی' سے الگ یعنی मियाँ کیا جاتا ہے۔ لیکن مصحفی کے زمانے تک اس کا تلفظ 'میم' اور 'ی' ملا کر یعنی म्याँ بہتر تھا۔ اس لیے اس شعر میں بھی اس کو म्याँ پڑھنا چاہیے۔ معشوق کے لیے "میاں" کا لفظ غالب کا زمانہ آتے آتے ترک ہوگیا۔

مشق اور مطالعہ

(1) پہلی غزل کے پہلے شعر میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے تمام الفاظ اسی ترتیب سے آئے ہیں جس ترتیب سے نثر میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ خوبی اس شعر کے علاوہ پہلی اور دوسری غزل کے ایک ایک مصرعے میں بھی ہے۔ اِن مصرعوں کو اپنی کاپی پر لکھیے۔

(2) "حنا" میں کیا بات ہے جس کی بنا پر اس میں "جلانے" کی صفت کا ذکر کیا گیا ہے؟

(3) دوسری غزل کے چوتھے شعر کی نثر اس طرح بنائیے کہ شعر کا مطلب واضح ہوجائے۔

شیخ امام بخش ناسخ

(1838–1773)

ناسخ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کے اصلی خاندانی حالات زیادہ معلوم نہیں لیکن یہ معلوم ہے کہ انھیں ایک دولت مند شخص نے گود لے لیا تھا۔ ناسخ کو علم و ادب کے علاوہ سپاہیانہ فنون سے بھی دل چسپی تھی، لیکن وہ ان چیزوں سے زیادہ اپنی استادی کے لیے مشہور ہوئے۔ ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ ناسخ نے زبان اور فن میں بہت سی اصلاحیں رائج کیں۔ ناسخ کو زمانے کے حالات سے مجبور ہوکر لکھنؤ سے کئی بار نکلنا پڑا۔ لیکن ان کے آخری ایّام لکھنؤ ہی میں بڑی عزّت اور شہرت سے گزرے۔

ناسخ کی شاعری کو عام طور پر بے رنگ اور بے اثر کہا گیا ہے۔ یہ بات ایک حد تک صحیح ہے لیکن اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انھوں نے شاعری کا وہ انداز اپنایا جسے "خیال بندی" اور "مضمون آفرینی" کہتے ہیں۔ ناسخ کا یہ انداز ان کے زمانے میں مقبول ہوا۔ ممکن ہے کہ غالب نے بھی ناسخ کا تھوڑا بہت اثر قبول کیا ہو، لیکن چونکہ ناسخ نئی اور بھونڈی بات میں فرق نہ کرسکتے تھے اس لیے ان کا زیادہ تر کلام بے مزہ معلوم ہوتا ہے، پھر بھی ایسا نہیں ہے کہ ناسخ کو نظرانداز کرنا ممکن ہو۔ ان کی بہترین شاعری اردو ادب کے سرمائے کا قیمتی حصّہ ہے۔